

## 13241-اسلام میں قیدیوں کے معاملات

سوال

اسلام میں جنگی قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا؟

پسندیدہ جواب

دین اسلام عدل و انصاف اور رحمتی کا دین ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں اللہ کے دین کی طرف بہتر اور اچھے انداز میں دعوت دینے حکم دیا ہے، اور اس دین عظیم میں لوگوں کو داخل ہونے کی ترغیب دلانے کا بھی حکم دیا ہے، لیکن اگر کچھ لوگ دین اسلام کو قبول نہ کرنے پر مصروف ہوں، اور اس کے مقابلے میں زمین میں غیر اللہ کا نظام نافذ کریں، اور دعوت الی اللہ کی مخالفت کرتے ہوتے اس کے خلاف اعلان جنگ کریں تو اس صورت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم انہیں تین اشیاء میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا کہیں:

یا تو وہ اسلام قبول کر کے دین اسلام میں داخل ہو جائیں، لیکن اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کریں تو پھر جزیہ دینا قبول کریں (وہ اس طرح کہ مسلمانوں کی زمین میں رہنے کے مقابلے میں ہر برس کچھ معین مبلغ بطور جزیہ ادا کریں، اس کے پدالے میں مسلمان ان کفار کی حفاظت کریں گے) اور اگر وہ ایسا کرنے سے بھی انکار کریں تو پھر ان کے لیے صرف ایک راہ باقی رہتا ہے جو انہوں نے خود اپنے لیے اختیار کیا اور وہ جنگ اور قتال ہے، کہ جن لوگوں نے مسلمانوں کو اذیت سے دوچار کیا اور دین اسلام کی دعوت دینے میں روڑے اٹکائے، اور مسلمانوں کی راہ کے پتھر بننے تو ان کی گردنوں پر تلوار یا دوسرا سلاح چلایا جائے، کیونکہ ایسا کرنے سے مسلمانوں کو عزت حاصل ہو گی، اور اللہ کے دشمن ذلیل و رسوہ ہونگے حتیٰ کہ میدان جنگ میں انہیں قتل اور زخمی کر کے پھینکا جائیگا، اور پھر ہمارے لیے انہیں قیدی بنانے کا راجحان ہو گا اور ہم انہیں قیدی بنانیں گے جسے مشکلیں باندھنے سے تعبری کیا گیا ہے: کیونکہ یہ اس وقت اختیاری رحمت ہو گی، اور لڑائی ضرورت بن جائیگی جس کا اندازہ اس کے حساب سے لگایا جائیگا، اور اس سے خون بہانام را دنیں، اور نہ ہی انخفاٰم لینے کی محبت مراد ہے۔

توجب مسلمان ان کفار پر غالب آجائیں گے اور انہیں قید کرنے والی بندگی کی طرف ہاٹ کر کے جایا جائیگا تو انہیں زد کوب کر کے یا بھوک یا پیاس کے ساتھ یاد ہو پ میں پھینک کر یا سردی میں پھوڑ کریا انہیں آگ سے جلا کر اذیت و تکلیف دینا صحیح نہیں، یا ان کے منہ یا کان یا آنکھیں، یا انہیں داغ لگا کر تکلیف دینی نہیں چاہیے، یا انہیں جانوروں کی طرح پنجروں میں بھی نہیں بند کرنا چاہیے، بلکہ ان کے ساتھ نرمی و شفقت کا بر تاؤ کرتے ہوتے ان کے سامنے کھانارکھا جائے، اور انہیں دین اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی جائے۔

دیکھیں یہ شامہ بن اہل جو کہ بونوئی کے سردار ہیں کو قیدی بنایا جاتا ہے اور مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

اے شامہ تمہارے پاس کیا ہے؟

تو اس نے جواب دیا: اے محمد میرے پاس خیر ہی خیر ہے، اگر تو قتل کرو گے تو ایک خون والے شخص کو قتل کرو گے یعنی میں قتل کا مستحق ہوں کیونکہ میں نے مسلمانوں کو قتل کیا ہے اور اگر مجھ پر احسان و انعام کرو گے تو تم ایک شکر گوار بندے پر احسان کرو گے، اور اگر آپ مال حاصل کرنا چاہتے ہیں تو جتنا مال مانگو کے اتنا ہی دیا جائیگا۔

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین دن تک چھوڑ رکھا اور ہر روز آگر اس اسی طرح کے سوال کرتے، اور شامہ وہی جوابات دیتا رہا اور تیرسے دن کے بعد بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑنے کا حکم دے دیا، تو شامہ مسجد کے قریب ہی ایک نگستان میں گیا اور وہاں جا کر غسل کرنے کے بعد بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آگیا اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے کہنے لگا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معمود برق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر عرض کرنے لگا:

اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ کی قسم روئے زمین پر میرے لیے آپ کے چہرے سے مبغوض ترین چہرہ کوئی اور نہیں تھا، لیکن اب آپ کا پھرہ میرے لیے محبوب ترین بن گیا ہے، اور اللہ کی قسم میرے نزدیک آپ کا دین مبغوض ترین تھا لیکن اب یہ دین میرے لیے سب سے اچھا اور محبوب بن گیا ہے، اللہ کی قسم آپ کے شہر سے زیادہ مجھے کسی اور شہر سے بغض نہیں تھا، لیکن اب مجھے آپ کے شہر سے سب سے زیادہ محبت ہے۔

آپ کے لگڑ سواروں نے مجھے پکڑ لیا تھا میرا تو ارادہ عمرہ کی ادائیگی کا تھا، اب آپ بتائیں مجھے کیا کرنا چاہیے؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بشارت دیتے ہوئے عمرہ کی ادائیگی کا حکم دیا، جب شامہ مکہ پہنچتے ہیں تو اسے کسی نے کہا:

تم لمبے دین ہو گئے ہو؟

تو شامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: نہیں میں بے دین تو نہیں ہوا، بلکہ میں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر مسلمان ہو گیا ہوں، اللہ کی قسم تمہارے پاس یامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آ سکتا حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت نہ دے دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم و کرم کرے ذرا س قصہ پر غور تو کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزام اور رحم و کرم معاملہ نے شامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کتنا اثر کیا کہ اسے اسلام قبول کرنے پر مجبور کر دیا، اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور شامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یہ نزام اور رحم و کرم معاملہ نہ ہوتا تو اس انہیں ہو سکتا تھا۔

کیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ابرا اور نیک قسم کے لوگوں کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ:

۔۔۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکینوں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں، ہم تو انہیں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کھانا کھلاتے ہیں، نہ تو ہم تم سے کوئی پورہ چاہتے ہیں، اور نہ ہی کوئی شکر گزاری۔۔۔

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ: ان دونوں ان کے قیدی مشرک تھے، اور اس کی شہادت یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بروائے دن اپنے صحابہ کرام کو حکم دیا تھا کہ وہ قیدیوں کی عزت و تحریم کریں، تو وہ کھانے کے وقت پہلے قیدیوں کو کھانے پیش کرتے تھے... مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہ محبوس شخص ہے: یعنی وہ انہیں کھانا فراہم کرتے حالانکہ خود انہیں بھوک لگی ہوتی اور وہ کھانا پسند کرتے تھے۔ انہیں۔

قیدیوں کو باندھ کر رکھنے کا حکم:

یہ تو معلوم ہی ہے کہ اگر قیدیوں کو فرار ہونے کا موقع ملے تو وہ بھاگنے میں کوئی تردید نہیں کرتے، کیونکہ ہو سکتا ہے انہیں اپنے انعام کا نظر ہو، اور انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائیکا، اسی لیے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ قیدیوں کو باندھ کر رکھیں، اور ان کے دونوں ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیے جائیں، تاکہ وہ فرار نہ ہو سکیں، اور یہ حکم اب تک جاری و ساری ہے اور سب لوگوں کے ہاں معروف بھی ہے۔

ظاہر یہ ہوتا ہے کہ قیدیوں کو باندھنے میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح دشمن کی طاقت توڑی جائے، اور انہیں میدان جہاد سے دور کر کے ان کا شر دور کیا جائے تاکہ اس کی فاعلیت اور اذیت کو روکا جاسکے، اور اس پر مسترد یہ کہ مسلمان قیدیوں کو چھڑانے کے اباب متوفی ہوں کہ ان کے قیدی دے کر اپنے مسلمان قیدی لیے جائیں۔

قیدیوں کو مجبوس کرنا:

قیدیوں کو مجبوس کرنا ایک سیاست ہے تاکہ صحیح اور زیادہ اصلاح والا کام واضح ہو جائے: اس لیے امام المسلمين کو حق حاصل ہے کہ وہ قیدیوں کو مجبوس اور قید کر کے رکھے حتیٰ کہ ان کے بارہ میں دیکھا جائے کہ کیا چیز زیادہ بہتر اور مصلحت کس میں ہے، یا تو ان کے بدے فریہ اور مال قبول کیا جائے، یا پھر ان کے ساتھ مسلمان قیدیوں کا تبادلہ کیا جائے، یا پھر بغیر کسی فریہ وغیرہ کے بطور احسان انہیں چھوڑ دیا جائے، یا مسلمانوں میں بطور غلام اور قیدی بنا کر انہیں تقسیم کر دیا جائے، یا ان کے مرد قتل کر دیے جائیں اور عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

قیدی کو مجبوس کرنے میں زیادہ سے زیادہ احتراز اور تخطیط ہے، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، حالانکہ رومی اور ان سے پہلی سلطنت والے آشوری اور فرعونیہ قیدیوں کی آنکھوں میں سلایاں گرم کر کے لگاتے تھے (یعنی ان کی آنکھیں نکوادیا کرتے اور آنکھوں میں گرم سلایا ڈالتے تھے) اور قیدیوں کی چھڑی ادھیڑ کر اتار دیتے، اور انہیں کتوں کے سامنے ڈالتے تھے، حتیٰ کہ قیدی لوگ زندگی پر موت کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

ویکھیں: احکام السجن و معاملة الجناء فی الاسلام تالیف ابوغدة صفحہ نمبر (256)۔

واللہ اعلم۔